ملک عبدالرشید عراقی۔ سوہدرہ

شیخ الکل حضرت مولانا

سیّد محمّد نذیر حسینؒ محدّث دہلوی

برّ ِصغیر پاک وہند میں حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترویج میں شیخ الکل حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدّث دہلوی نے جو گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک زرّیں باب ہے۔ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی ۱۲۴۶ھ کے اس مسابقت الی الجہاد و فوز یہ شہادت کے بعد ہی دہلی میں الصدر الحمید مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۳ھ) کا فیضان جاری ہو گیا جن سے شیخ الکل حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدّث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) مستفیض ہو کر مسندِ تحدیث پر متمکّن ہوئے۔ آپ نے دہلی میں درس و افادہ کی مسند بچھائی اور آپ کے علم سے اہل عرب و عجم کی بہت بڑی تعداد نے فائدہ اٹھایا۔

علّامہ سیّد سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:۔

"علمائے اہلحدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمات بھی قدر کے قابل ہیں۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے قلم اور مولانا سیّد محمد نذیر حسین دہلویؒ کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانہ تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج۔ سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہلِ علم اس ادارہ میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنیؒ ان سب کے سرخیل تھے۔ اور دہلی میں مولانا

۱ے: تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۶

سید محمد نذیر حسین صاحبؒ کی مسندِ درس بچھی تھی ، اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق و مغرب سے ان کی درس گاہ کا رُخ کر رہے تھے [۱]

حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدّث دہلویؒ علم و فضل اور تقویٰ و للّٰہیت میں یکتائے روزگار تھے۔ صاحبِ نزہۃ الخواطر مولانا سید عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں :

"الشیخ الامام العالم الکبیر المحدث العلامہ نذیر حسین بن جواد علی بن عظمت اللہ بن الہ بخش الحسینی البہاری ثم الدہلوی المتفق علی جلالتہ و نباہتہ فی العلم والحدیث [۲]

شیخ امام عالم کبیر، محدّث، علاّمہ سید محمد نذیر حسین بن جواد علی بن عظمت اللہ بن الہ بخش حسینی بہاری ثم الدہلوی علم حدیث میں امامت ان پر ختم ہے۔

مولانا قاضی بشیر الدین قنوجی (م ۱۲۷۳ھ) جو محی السنّۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں مرحوم رئیس بھوپال (م ۱۳۱۷ھ) کے استاذ تھے، اپنی کتاب غایۃ الکلام میں لکھتے ہیں۔

زبدۃ المتکلمین و عمدۃ المحدثین من اولیاء عصرہ ، اکابر علماء دہر مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی [۳]

علاّمہ حسین بن محسن الانصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) استاد مولانا سیّد نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں :

رئیس المحدثین و عمدۃ المحققین وبقیۃ السلف الصالحین و عمدۃ الابرار المتقین السید الامام محمد نذیر حسین دہلوی [۴]

---

۱ : تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۶ ۔ ۳ : الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۶۴

۲ : نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹۷ ۔ ۴ : الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۶۷

مولانا سید عبدالحئی الحسنیؒ (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:۔

"من اجل علماء العصر بل لا ثانی لہ فی اقلیم الہند"[1]

ان کا شمار اجل علماء میں ہوتا تھا اور ہندوستان میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

ولادت و نسب

مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی بن جواد علی ۱۲۲۰ھ ضلع مونگیر صوبہ بہار کے قصبہ بلتھوا میں پیدا ہوئے۔ ۳۴ ویں پشت پر آپ کا نسب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے۔[2]

تعلیم کا آغاز

۱۶ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا، اس سے پہلے عہد طفولیت لہو و لعب میں گزارا۔ ان دنوں صوبہ بہار مدینۃ العلم تھا اور عظیم آباد علم و فن کا مرکز تھا چنانچہ مولانا سید محمد نذیر حسین اپنے ایک دوست مولوی بشیر الدین کے ہمراہ ۱۲۳۷ھ میں اپنے آبائی گاؤں موضع بلتھوا سے صادق پور پٹنہ پہنچے، اور شاہ محمد حسین بن شاہ محمد معزؒ کے مکان پر اقامت گزیں ہوئے۔ اور ان سے مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ نے ترجمہ قرآن اور مشکوٰۃ المصابیح پڑھی۔ اس کے بعد مولانا سید نذیر حسین پٹنہ سے دہلی جانے کے لئے روانہ ہوئے۔

سفر دہلی

مولانا سید محمد نذیر حسین پٹنہ سے دہلی جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ حضرت سید احمد شہید بریلوی (م ۱۲۴۶ھ) اور مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی، (م ۱۲۴۶ھ) معہ قافلہ تین سو آدمیوں عظیم آباد پٹنہ پہنچے۔ مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی۔ جمعہ کی نماز پڑھائی اور وعظ فرمایا۔ مولانا سید محمد نذیر حسین مرحوم و مغفور نے حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی کا وعظ جمعہ سنا اور ان کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی۔ اور بعد نماز جمعہ حضرت

[1]: نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹۹ ، [2]: الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۷

شاہ شہید سے ملاقات بھی کی۔[1]

۱۲۳۷ھ کو مولانا سید محمد نذیر حسین پٹنہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں کچھ دن غازی پور میں قیام کیا اور مولانا احمد علی چڑیا کوٹی (م ۱۲۷۲ھ) سے کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں غازی پور سے الہ آباد پہنچے۔ الہ آباد میں بھی کچھ عرصہ قیام کیا اور صرف و نحو کی کتابیں الہ آباد میں پڑھیں۔ الہ آباد سے آپ دہلی روانہ ہوئے۔ اور ۱۳ رجب ۱۲۴۳ھ بروز بدھ دہلی پہنچے۔ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۷ شوال ۱۲۳۹ھ) کو انتقال کئے ہوئے چار سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔

دہلی میں تعلیم کی ابتداء

مولانا سید محمد نذیر حسین جب دہلی پہنچے تو اس وقت مسجد اورنگ آبادی میں مولانا عبدالخالق دہلوی (م ۱۲۶۱ھ) کا درس جاری تھا۔ مسجد اورنگ آبادی اس وقت بہت عالیشان اور مساجد دہلی میں ممتاز تھی۔ مولانا سید محمد نذیر حسین مرحوم و مغفور نے مولانا عبدالخالق دہلوی سے استفادہ شروع کیا۔

صاحب نزہۃ الخواطر مولانا سید عبدالحئی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:۔

ثم سافر الی دهلی واقام فی مقامات عديدة فی اثناء السفر حتی دخل دهلی سنة ثلاث واربعين، فقراء الكتب الدرسية علی السيد عبد الخالق الدهلوی[2]

---

[1] :۔ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۶

[2] : نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹۷۔ مولانا عبدالخالق دہلوی (م ۱۲۶۱ھ) کے بارے میں ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:۔ "مسجد (اورنگ آبادی) مولویوں کے ایک خاندان کی تولیت میں تھی۔ اختلاف عقائد کی وجہ سے متولیوں کے دو گروہ تھے۔ ایک وہابی دوسرا بدعتی۔ پہلے گروہ کے سردار مولوی عبدالخالق تھے، دوسرے گروہ کے مولوی حاجی قاسم۔ (احوال و آثار مولوی نذیر احمد دہلوی ص ۴۲ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

"مولانا سید محمد نذیر حسین نے دہلی کا سفر کیا۔ راستہ میں مختلف مقامات پر ٹھہرتے ہوئے ۱۲۴۳ھ میں دہلی پہنچے۔ اور مولانا عبدالخالق دہلوی سے کتب درسیہ پڑھیں۔"[1]

اساتذہ کرام

مولانا عبدالخالق دہلوی (م ۱۲۶۱ھ) کے علاوہ مولانا سید محمد نذیر حسین مرحوم و مغفور نے جن اساتذہ کرام سے جملہ علوم اسلامیہ میں اکتساب فیض کیا۔ ان میں مولانا اخوند شیر محمد قندھاری (م ۱۲۵۷ھ) علامہ جلال الدین ہروی، مولوی کرامت علی اسرائیلی مؤلف سیرۃ احمدیہ، مولوی محمد بخش عرف تربیت خاں، اور مولانا عبدالقادر رام پوری۔ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق بن مولانا محمد افضل فاروقی (م ۱۲۶۲ھ) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے نواسے تھے۔ ان کے اساتذہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی (م ۱۲۴۳ھ) اور مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۴۹ھ) کے نام ملتے ہیں۔ حدیث کی سند مکہ معظمہ میں شیخ عمر بن عبدالکریم مکی (م ۱۲۴۷ھ) سے لی تھی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بعد آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور دہلی میں ۲۰ سال تک درسِ حدیث دیتے رہے۔ ۱۲۵۸ھ میں آپ نے دہلی سے مکہ معظمہ ہجرت کی اور رجب ۱۲۶۲ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔[2]

---

[1]: نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۳۹۷، ۳۹۸۔ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۵، ۳۶۔ تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۱۳۷، ۱۳۸

[2]: الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۸، تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۱۱۶۔

مولانا سید محمد نذیر حسین مرحوم و مغفور نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) صحاح ستہ، تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی، کنز العمال، جامع صغیر پڑھیں اور حضرت شاہ محمد اسحاق کی صحبت میں ۱۳ سال گزارے۔

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی شاہ محمد اسحاق دہلوی کی شاگردی کا مسئلہ اہلحدیث و احناف میں بہ انزاع بن گیا ہے۔ احناف کا اصرار ہے کہ مولانا سید نذیر حسین دہلوی حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی کے باقاعدہ شاگرد نہیں ہیں۔ اور اہل حدیث ان کو باقاعدہ شاگرد بتاتے ہیں۔ احناف اپنے تقلیدی زعم میں حقائق کو جھٹلاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی مرحوم و مغفور حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی کے باقاعدہ شاگرد ہیں۔

مولانا سید عبد الحیٔ الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) والد ماجد مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کا تعلق حنفی مسلک ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ولازم دروس الشیخ المسند اسحاق بن محمد افضل العمری الدھلوی سبط الشیخ عبد العزیز بن ولی اللہ، و اجازہ الشیخ المذکور سنۃ ثمان وخمسین ومائتین والف حین ھجرۃ الی مکۃ المشرفۃ۔[1]

مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی، حضرت شاہ محمد اسحاق وحضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے نواسے تھے، تعلیم حاصل کی اور ۱۲۵۸ھ میں جب حضرت شاہ محمد اسحاق نے مکہ معظمہ ہجرت کی۔

---

[1] نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۴۹۸

تو حدیث میں سند واجازت تحریری حاصل کی۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) صاحب سیرۃ النبیؐ جو نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ عرب وعجم میں محقق تسلیم کیے گئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"مولانا سید نذیر حسین کی مولانا شاہ محمد اسحاق کی شاگردی کا مسئلہ بھی اہلحدیث واحناف میں مایہ انزاع بن گیا ہے۔ احناف انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو شاہ صاحب سے بے پڑھے صرف تبرکاً اجازہ حاصل تھا۔ اور اہلحدیث ان کو حضرت شاہ صاحب کا باقاعدہ شاگرد بتاتے ہیں۔ مجھے نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے مسودات میں مولانا سید محمد نذیر حسین کے حالات کا مسودہ ملا، جس میں بتصریح مذکور ہے کہ ۱۲۴۹ھ میں شاہ صاحب کے درس حدیث میں وہ داخل ہوئے۔ عبارت یہ ہے۔

"و درہمین سال (سنۃ الف ومائتین و تسع اربعین) حدیث شریف از مولانا محمد اسحاق مرحوم و مغفور شروع فرمودند و صحیح بخاری و صحیح مسلم بہ شرکت مولوی گل محمد کابلی و مولوی عبید اللہ سندھی، مولوی نور اللہ سروانی، حافظ محمد فاضل سورتی وغیرہم حرفاً حرفاً خواندند، ہدایہ و جامع صغیر بہ معیت مولوی بہاؤالدین دکھنی وجد امجد قاضی محفوظ اللہ پانی پتی و نواب قطب الدین خان دہلوی و قاری کرام اللہ وغیرہم و کنز العمال ملا علی متقی علیحدہ شراح فرمودند و دوسہ جزء خواندند سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و نسائی، ابن ماجہ و موطا امام مالک بتمامہا بہ مولانا ممدوح عرض نمودند و اجازہ از شیخ الآفاق حاصل نمودہ"

البتہ شاہ صاحب سے سند اجازت تحریری انہوں نے دو شوال ۱۲۵۸ھ کو حاصل

کی ہے جب شاہ صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے حجاز جا رہے تھے۔[1]

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں۔

الصدر الحمید شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر مکی نبیرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جن سے تفسیر و حدیث میں سے بعض کتب سماعۃً و اکثر قراءۃً پڑھیں۔[2]

تدریس | ۱۲۵۸ھ میں مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) نے مکہ معظمہ ہجرت کی، تو مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کی مسند تحدیث کے مالک بنے اور مسجد اورنگ آبادی میں مستقل درس قائم کیا۔

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں۔

۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں شاہ محمد اسحاق صاحب نے ہندوستان سے ہجرت کی تو مدرسہ کے دوسرے معلم مولوی عبدالخالق کے داماد شمس العلماء علامہ سید نذیر حسین تھے۔ جن کے علم و فضل کا یہ مرتبہ تھا کہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر مکی نے ہجرت کے وقت افادہ و افتاء اور تدریس کی خدمت ان کے سپرد کر کے اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا تھا۔[3]

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں۔

اپنے استاد اور دہلی کے بے تاج بادشاہ الصدر الحمید مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب کی ہجرت کے بعد میاں صاحب نے دہلی ہی میں مسجد اورنگ آبادی میں مستقل درس قائم کیا۔ جہاں ۱۲۷۰ھ تک جملہ علوم و فنون کی کتابیں بلا استثنا پڑھاتے۔

۱۔ حیات شبلی ص ۴۶ حاشیہ۔ ۲۔ تراجم علماء حدیث ہند ج ۱ ص ۱۳۸۔

۳۔ مولوی نذیر احمد دہلوی احوال و آثار طبع لاہور ۱۹۷۱ء ص ۲۶۔

لیکن بعد میں صرف تفسیر حدیث وفقہ پر انحصار رکھا۔[1]

مولانا سید عبدالحئی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں۔

للتدریس والتذکیر والافتاء ودرس الکتب الدرسیۃ من کل علم وفن لاسیما الفقہ والاصول الی سنۃ سبعین ومائتین الف وکان لہ ذوق عظیم فی الفقہ الحنفی، ثم غلب علیہ حب القرآن والحدیث فترک اشتغالہ بما سواھما الا الفقہ۔[2]

آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۲۷۰ھ تک جملہ علوم وفنون باستثنا پڑھاتے رہے۔ لیکن بعد میں صرف تفسیر و حدیث وفقہ پر انحصار کیا۔

مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات میں لکھتے ہیں:۔

مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی سے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی مستفیض ہو کر دہلی ہی کی مسند تحدیث پر متمکن ہوئے۔ میاں صاحب کا یہ درس ۶۰ برس تک قائم رہا۔ ابتدا میں آپ تمام علوم پڑھاتے رہے مگر آخری زمانہ میں صرف تفسیر و حدیث پہ کاربند رہے۔[3]

تلامذہ | حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم ومغفور نے دہلی میں واقع

---

[1] : تراجم علماء حدیث ہند ج ۱ ص ۱۴۳۔

[2] ۔ نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹۸۔

[3] ۔ ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۲۰۔

مدرسہ پھاٹک حبش خاں میں ۶۰ سال تک درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ اور اس ۶۰ سالہ دور میں برصغیر پاک و ہند کے علاوہ عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کے علمائے کرام بھی آپ سے مستفیض ہوئے۔ اگر ان سب علمائے کرام کا تذکرہ کیا جائے تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ میں یہاں آپ کے ۶۰ سالہ تدریس کے مطابق صرف ۶۰ مشہور علمائے کرام کا تذکرہ کروں گا۔ جنہوں نے حدیث کی خدمت میں وہ حصّہ لیا جن کا تذکرہ انشاءاللہ العزیز رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

۱۔ مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۲ھ) جنہوں نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اور سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا۔

۲۔ مولانا رفیع الدین شکرانوی (م ۱۳۳۷ھ) جنہوں نے سنن ابی داؤد کا عربی حاشیہ "رحمت الودود" کے نام سے لکھا۔

۳۔ مولانا فضل حسین مظفر پوری (م ۱۳۳۵ھ) جنہوں نے حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کی سوانح حیات "الحیاۃ بعد المماۃ" کے نام سے لکھی۔

۴۔ مولانا ابوالنصر عبدالغفار نشتر (م ۱۳۱۵ھ) جنہوں نے امام محمد بن اسمٰعیل البخاری (م ۲۵۶ھ) کی ادب المفرد کا اردو ترجمہ "سلیقہ" کے نام سے کیا۔

۵۔ مولانا محمد شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) جنہوں نے کتب حدیث کی اشاعت اور جمع کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا۔ اور اس کے ساتھ سنن ابی داؤد کی دو شروح "غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد" ۳۲ جلدوں میں اور "عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد" (عربی) چار جلدوں میں لکھیں۔

۶۔ مولانا شاہ عین الحق پھلواروی (م ۱۳۳۳ھ) جنہوں نے اپنی ساری زندگی وعظ و نصیحت

توحید و سنّت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں گزار دی۔

۷۔ مولانا شہود الحق انبٹیہ (م ۱۳۳۵ھ) جنہوں نے "انتصار الحق" کی تردید میں "بحر زخار" لکھی۔

۸۔ مولانا عبد العزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) جنہوں نے خدمت حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح سے صحیحین کی مرویات علیحدہ جمع کیں۔ اور "سواء الطریق" کے نام سے ۴ جلدوں میں شائع کی ۔ اور اس کے علاوہ مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۲۲ھ) کی "سیرت النعمان" کا جواب "حسن البیان" کے نام سے دیا۔ یہ ایسا مدلل جواب تھا کہ مولانا شبلی مرحوم نے اس کے بعد اپنا قلم فروعی مسائل کی بجائے تاریخ اور علم کلام کی طرف موڑ دیا۔

۹۔ مولانا محمد بن غلام رسول سورتی (م ۱۳۴۹ھ) جنہوں نے مبئی میں عربی کتابوں کا عظیم الشان اشاعتی کتب خانہ قائم کیا۔ اور عرب ممالک سے ہزاروں کتابیں منگوا کر سارے برّ صغیر میں ارزاں قیمت پر مہیا کیں۔

۱۰۔ مولانا عبید اللہ (م ۱۳۱۰ھ) جنہوں نے "تحفۃ الہند" اور "تحفۃ الاخوان" جیسی بے نظیر کتابیں تالیف فرمائیں۔

۱۱۔ مولانا سید عبد اللہ الغزنوی (م ۱۲۹۸ھ) جنہوں نے پنجاب میں توحید و سنّت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

۱۲۔ مولانا محمد بن عبد اللہ غزنوی (م ۱۲۹۶ھ) جنہوں نے تفسیر جامع البیان کا عربی حاشیہ لکھا۔

۱۳۔ مولانا عبد الواحد بن عبد اللہ غزنوی (م ۱۳۴۹ھ) جنہوں نے اپنے وعظ و نصیحت سے پنجاب میں توحید و سنّت کا عَلَم بلند کیا۔ اور شرک و بدعت کو بیخ و بن سے اکھاڑا۔

۱۴۔ مولانا عبد الاوّل بن محمد بن عبد اللہ الغزنوی (م ۱۳۱۳ھ) جنہوں نے امام ولی الدین خطیب تبریزی (م بعد ۷۲۷ھ) کی مشکوٰۃ المصابیح کا بین السطور اردو ترجمہ کیا۔ اور

اس کے ساتھ امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ کیا۔

۱۵۔ مولانا عبدالغفور بن محمد بن عبداللہ غزنوی (م ۱۳۵۶ھ) جنہوں نے قرآن مجید کے حواشی لکھے اور حمائلِ غزنویہ کے نام سے شائع کیا۔

۱۶۔ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) صاحب تفسیر القرآن بکلام الرحمان (عربی) و تفسیر ثنائی اردو، جنہوں نے قادیانیت کی تردید میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اور فنِ مناظرہ میں "امام المناظرین" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۱۷۔ مولانا قاضی طلاء محمد پشاوری (م ۱۳۱۰ھ) عربی، فارسی کے بہت بڑے بلیغ شاعر فقیہہ اور محدث۔

۱۸۔ مولانا سید شریف حسین دہلوی (م ۱۳۰۴ھ) حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے صاحبزادہ گرامی بہت بڑے مفتی اور محقق عالم و فاضل۔

۱۹۔ مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) جنہوں نے تفسیر احسن التفاسیر (اردو)، تنقیح الرواۃ من تخریج احادیث المشکوٰۃ (عربی) اور بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام کا عربی حاشیہ لکھا۔

۲۰۔ شمس العلماء مولانا ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۳۵ھ) جنہوں نے قرآن مجید کا بامحاورہ اردو ترجمہ اور توبۃ النصوح اور بنات النعش جیسی علمی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۲۱۔ مولانا ابو الحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ) جنہوں نے الجامع الصحیح البخاری کی اردو شرح ۳۰ جلدوں میں "فضل الباری" کے نام سے لکھی۔

۲۲۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) مفسرِ قرآن اور شہادۃ القرآن جیسی علمی کتاب تصنیف فرمائی۔ اور اس کے ساتھ تاریخ اہلحدیث جیسی بے نظیر کتاب لکھی۔

۲۳۔ مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی (م ۱۳۱۱ھ) جنہوں نے پنجابی زبان میں تفسیر محمدی لکھی۔ اور ساری عمر کتاب و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں بسر کردی۔

۲۴۔ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ) جنہوں نے فتح الباری فی ترجیح البخاری (عربی) جیسی علمی کتاب تصنیف کی۔ اور اس کے ساتھ ماہوار رسالہ اشاعۃ السنۃ جاری کیا۔ جس نے پنجاب میں عیسائیت اور قادیانیت کی تردید میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۲۵۔ مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ) بہت بڑے عالم، محدث، محقق، اور اس کے ساتھ آپ نے عمدۃ الاحکام عن سید الانام از شیخ تقی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبدالغنی بن عبدالواحد بن سرور الجماعیلی (م ۶۱۰ھ) کی اردو شرح زبدۃ المرام کے نام سے لکھی۔

۲۶۔ مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۳ھ) مرید خاص حضرت مولانا سید عبداللہ الغزنوی (م ۱۲۹۸ھ) جن کا شمار اولیاءِ کرام میں ہوتا ہے۔ پنجابی زبان میں "تحفۃ الوالدین" "تحفۃ المعجزات فی تاکید الصلوٰۃ" اور "نصیحۃ النساء" کتابیں تصنیف کیں۔

۲۷۔ مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ (م ۱۲۹۶ھ) بہت بڑے مبلغ اور صاحبِ دل عالم جنہوں نے مشہور پنجابی نظم "سی حرفی" لکھی۔

۲۸۔ مولانا عبدالتواب محدث ملتانی (م ۱۳۶۶ھ) جنہوں نے اردو میں صحیح بخاری کا ترجمہ (۸ پارے) اور بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کا اردو ترجمہ کیا۔

۲۹۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۶ھ) جنہوں نے ساری عمر درس و تدریس میں بسر کر دی۔ ۸۰ مرتبہ صحاح ستہ پڑھایا۔ جن کے متعلق مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں کہ:

"حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے درس کے بعد سب سے زیادہ طالب علم آپ کے درس میں جمع ہوتے۔ اور برِصغیر کے ممتاز علماءِ کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔"

۳۰۔ مولانا قاضی یوسف حسین خان پوری (م ۱۳۵۲ھ) جنہوں نے امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر کا مکمل اردو ترجمہ کیا۔ اور اس کے پہلے ۷ پارے کرزن پریس دہلی سے طبع ہو کر شائع ہوئے۔

۳۱۔ مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری (م ۱۳۴۷ھ) جنہوں نے ردِّ مرزائیت، ردِّ اہلِ بدعت، ردِّ شیعیت اور ردِّ تقلید میں ۳۲ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۳۲۔ مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی (م ۱۳۵۲ھ) جنہوں نے اپنے خرچ پر کئی ایک پختہ مسجدیں بنوائیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ۲۵ علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں۔

آپ کی تصانیف میں "زینۃ الجیش بخلافۃ القریش" (حدیث خلافت قریشیت پر بحث) اور "البحث القوی عن سیرۃ النبیؐ" (مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۲۲ھ) کی سیرۃ النبیؐ جلد اوّل کی چند باتوں پر بحث) زیادہ مشہور ہیں۔

۳۳۔ مولانا عبدالرحمان محدث مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ) جنہوں نے "الجامع الترمذی" کی عربی شرح "تحفۃ الاحوذی" چار جلدوں میں لکھی اور اس کے ساتھ ایک جامع تحقیقی و علمی مقدمہ تحریر فرمایا۔ اور اردو میں فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر "

"تحقیق الکلام" کے نام سے دو جلدوں میں ایک جامع کتاب تصنیف کی۔ اور اس کے ساتھ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ نے حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے فتاویٰ کو ترتیب دے کر "فتاویٰ نذیریہ" کے نام سے ۲ جلدوں میں شائع کیا۔

۳۴۔ مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ) جنہوں نے امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ) کے سوانح حیات پر ایک جامع و مفصل علمی کتاب "سیرۃ البخاری" کے نام سے لکھی۔

۳۵۔ مولانا سید نذیر الدین احمد جعفری ہاشمی بنارسی (م ۱۳۵۲ھ) جنہوں نے قاضی عیاض مالکی (م ۵۴۴ھ) کی "شفا" کا اردو ترجمہ کیا۔

۳۶۔ مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) جنہوں نے اشاعتِ تبلیغ کی غرض سے بنارس میں ایک مطبع بنام "سعید المطابع" قائم کیا۔ اس مطبع نے توحید و سنت کی نصرت میں لاکھوں ورق شائع کیے، جن کا غالب حصہ مفت تقسیم ہوا۔ تصنیف میں ایک حنفی رسالہ "کشف الحجاب" کا جواب "ہدایۃ المرتاب" کے نام سے لکھا۔ جسے محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے اس قدر پسند فرمایا کہ پچاس روپے ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔

۳۷۔ مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) جنہوں نے حدیث کی حمایت اور تقلید کی تردید میں ۳۰ کتابیں تصنیف کیں۔ اور مشہور غالی حنفی مولوی عمر کریم پٹنوی کی کتاب "الجرح اعلی البخاری" کا جواب "حل مشکلاتِ بخاری کے نام سے ۴ جلدوں میں دیا۔

۳۸۔ مولانا سید امیر حسین سہسوانی (م ۱۲۹۱ھ) جنہوں انتصار الحق کی تردید میں "براہینِ

اثنا عشر" لکھی۔

۳۹۔ مولانا سید امیر حسن سہسوانی (م ۱۳۰۶ھ) بہت عالم و فاضل ولی، قوی الحافظہ، صحیحین کا معتد بہ حصہ مع اسناد کے زبانی یاد تھا۔ مشہور جج عربی دان آپ کے شاگرد تھے۔

۴۰۔ مولانا محمد بشیر فاروقی سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) قاضی القضاۃ ریاست بھوپال اور تصنیف میں فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر "برہان العجاب فی فرضیتہ ام الکتاب" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ اور آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی قبر حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے ساتھ مشیدی پور قبرستان دہلی میں ہے۔

۴۱۔ مولانا ابو یحیٰ محمد شاہجہان پوری (م ۱۳۲۸ھ) جنہوں نے تقلید میں ایک بے مثل کتاب "الارشاد الی سبیل الرشاد" تالیف فرمائی۔

۴۲۔ مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) جنہوں نے درس و تدریس میں ایسی بے مثال خدمات سرانجام دیں کہ وہ تاریخ اہل حدیث کا ایک زریں باب ہے۔ اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) کہ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے بعد درس کا اتنا بڑا حلقہ اور شاگردوں کا مجمع ان کے سوا کسی اور کو ان کے شاگردوں میں نہیں ملا۔ تصنیف میں صحیح مسلم کے مقدمہ کی عربی شرح لکھی۔ اور اردو میں اہل حدیث والقرآن علم میراث میں تسہیل الفرائض اور مسئلہ زکوٰۃ پر کتاب الزکوٰۃ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

۴۳۔ مولانا سید عبدالعزیز فرخ آبادی (م ۱۳۴۱ھ) جنہوں نے عزیز التفاسیر، عزیز التاریخ تاریخ فرخ آباد اور سوانح حضرت علیؓ ابن ابی طالب جیسی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں اور ان کے علاوہ حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے مکتوبات جمع کر کے شائع کیے۔

۴۴۔ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی (م ۱۳۴۵ھ) جنہوں نے ادبی رسالہ ہفت روزہ محشر، اور ماہنامہ دل گداز جاری کیا۔ اور تاریخ میں تاریخ بغداد، تاریخ خلافت، تاریخ سندھ تاریخ یہود اور تاریخ اسلام لکھیں۔ آپ نے تاریخ وسیر پر ۴۰ کتابیں تصنیف کیں۔

۴۵۔ مولانا محمد بدیع الزمان حیدرآبادی (م ۱۳۰۴ھ) جنہوں نے الجامع الترمذی کا اردو ترجمہ کیا۔

۴۶۔ مولانا محمد وحید الزمان حیدرآبادی (م ۱۳۳۸ھ) جنہوں الجامع الصحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالکؒ کا اردو ترجمہ کیا۔ اور حدیث کی لغت پر "انوار اللغات" کے نام سے اردو میں ۲۰ جلدوں میں لغت لکھی۔

۴۷۔ مولانا سید عبدالحئی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) جنہوں نے برصغیر کے علماء کرام پر عربی میں ۸ جلدوں میں نزہۃ الخواطر کے نام سے ایک علمی کتاب تصنیف کی۔

۴۸۔ مولانا عبدالحق حقانی (م ۱۳۲۵ھ) جنہوں نے قرآن مجید کی بے مثل تفسیر فتح المنان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر حقانی لکھی۔

۴۹۔ مولانا عبدالجبار عمرپوری (م ۱۳۳۴ھ) جنہوں نے "التوحید فی رد التقلید"، "الارشاد الانام فی فرضیۃ فاتحہ خلف الامام" اور "تبصرۃ الانام فی فرضیۃ الجمعہ والفاتحہ خلف الامام" جیسی علمی و تحقیقی کتابیں لکھیں۔

۵۰۔ مولانا قاضی احتشام الدین مرادآبادی (م ۱۳۱۲ھ) جنہوں نے "انتصار الحق" کی تردید "اختیار الحق" جیسی علمی و جامع کتاب تصنیف کی۔

۵۱۔ مولانا سلامت اللہ جے راج پوری (م ۱۳۲۲ھ) جنہوں نے اپنے علاقہ اعظم گڑھ میں توحید و سنت کی بہت اشاعت کی اور سینکڑوں مواضعات سے شرک و بدعت

کو ناپید کر دیا۔

۵۲۔ مولانا حفیظ اللہ اعظم گڑھی (م ۱۳۶۲ھ) جنہوں نے ساری عمر درس و تدریس میں بسر کر دی اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پرنسپل بھی رہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے آپ سے حدیث پڑھی۔

۵۳۔ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) جنہوں نے "تخریج آیات الجامع الصحیح البخاری" اور "تنقیح الرواۃ من تخریج احادیث المشکوٰۃ"، "شرح سنن ابن ماجہ (عربی)" جیسی علمی کتابیں تصنیف کیں۔

۵۴۔ مولانا عبد الرحمان ولایتی (م ۱۳۳۸ھ) جنہوں نے برسوں حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کی وفات کے بعد مدرسہ میاں صاحب دہلی میں تفسیر و حدیث کا درس دیا۔ اور سینکڑوں علماء کرام آپ سے مستفیض ہوئے۔

۵۵۔ مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۵۰ھ) جنہوں نے ساری عمر درس و تدریس میں گزاری۔ برسوں دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے پرنسپل رہے۔ مولانا محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) کی کتاب "البرہان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب" پہلی بار آپ کی سعی و کوشش سے شائع ہوئی۔

۵۶۔ مولانا عبد القادر مئوی (م ۱۳۳۱ھ) جنہوں نے "تفریح الجنان باحکام رمضان" اور سوانح حضرت عمر بن عبد العزیز جیسی عمدہ اور علمی کتابیں تصنیف کیں۔

۵۷۔ مولانا سید امیر علی ملیح آبادی (م ۱۳۲۹ھ) جنہوں نے قرآن مجید کی ضخیم تفسیر "مواہب الرحمان" کے نام سے ۳۰ جلدوں میں لکھی۔

۵۸۔ مولانا قاضی محمد خان پوری (م ۱۳۴۸ھ) جنہوں نے اپنی ساری عمر درس و تدریس میں

بسر کر دی۔ آپ نے ایک کتاب فارسی زبان میں "صاعقۃ الرحمان علی حزب الشیطان المقلب بہ کشف التلبیس عن اخوان ابلیس" لکھی۔ یہ کتاب طبع نہیں ہو سکی۔ اس پر حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم و مغفور نے تقریظ لکھی۔

۵۹۔ مولانا عبدالغفور دانا پوری (م ۱۳۳۴ھ) جنہوں نے "الروض الممطور فی تراجم المولوی محمد نور الہدی المغفور" جیسی جامع کتاب تصنیف کی۔[۱]

معیار الحق کی تصنیف حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم و مغفور کی ساری عمر درس و تدریس میں گزری۔ اور تدریس میں انہماک کی وجہ سے تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ جس قدر رسائل آپ نے لکھے، مولانا عبدالرحمان مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ) صاحب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی نے فتاوی نذیریہ میں درج کر کے شائع کر دیئے ہیں۔ حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کی مستقل تصنیف "معیار الحق" ہے۔ اس کی تالیف کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی (۱۲۴۶ھ) نے اثبات رفع الیدین میں "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" (عربی) تصنیف کی۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر بے نظیر تصنیف ہے۔ جس کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) اور مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (م ۱۲۴۳ھ) نے پسند فرمایا تھا، بلکہ

---

[۱]: از نمبر ا تا ۶۰ تراجم علمائے حدیث ہند مولوی ابو یحیٰی امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) طبع دہلی ۱۹۳۸ء۔ ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات از مولوی ابو یحیٰی امام خان نوشہروی طبع لاہور ۱۳۹۱ھ۔ الحیاۃ بعد المماۃ مولانا فضل حسین مظفر پوری (م ۱۳۲۵ھ) طبع لاہور ۱۹۸۴ء۔
تذکرہ علمائے خان پور از مولانا قاضی محمد عبداللہ خان پوری طبع لاہور ۱۹۸۵ء۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے تحریر فرمایا تھا کہ :-

"خدا کا شکر ہے کہ یہ گھر محققین علمِ حدیث سے خالی نہیں ہے۔"[1]

جب تنویر العینین شائع ہوئی تو اس کی تردید میں مولوی محمد شاہ پاک پٹنی جو حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے شاگرد تھے، تنویر الحق کے نام سے اس کی تردید لکھی۔ اور نواب قطب الدین مرحوم نے اس کو شائع کیا۔[2]

"تنویر الحق" کے جواب میں حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور نے نہایت مدلل و مفصل کتاب "معیار الحق" تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے بصارت حاصل ہوتی ہے۔ اور حضرت مؤلف مرحوم و مغفور کی وسعتِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولوی ابو یحیٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں :

"یہ کتاب ردِ تقلید میں ہے اس کے لکھنے میں نہایت ہی تنقید سے کام لیا گیا ہے۔ اور رطب و یابس سے قطعاً احتراز کیا گیا ہے۔"[3]

معیار الحق جب شائع ہوئی تو اس کی تردید مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) نے "انتصار الحق" لکھی۔ جب انتصار الحق شائع ہوئی، تو حضرت مولانا ابو الکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ) نے اس کے متعلق فرمایا :

"معیار الحق کی سنجیدہ اور وزنی بحث کا بہت اثر ہوا، اور صاحبِ ارشاد الحق (انتصار الحق) کا علمی ضعف صاف صاف نظر آ گیا۔"[4]

---

[1] - اتحاف النبلاء ص ۴۴۔ [2] - الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۹۳۔

[3] - تراجم علماءِ حدیث ہند ج ۱ ص ۱۴۷۔

[4] - تذکرہ شہید ص ۲۷۱۔

انتصار الحق کی تردید میں حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے چار تلامذہ نے جواب لکھا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ مولانا سید امیر حسین سہسوانی (م ۱۲۹۱ھ)، "براہین اثنا عشرہ" کے نام سے ایک ہی دن میں جواب لکھ کر مولانا عبدالحیٔ لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) کو بھجوا دیا۔ مولانا عبدالحیٔ مرحوم نے براہین اثنا عشرہ ملاحظہ فرما کر مولانا سید امیر حسین کو لکھا:

"براہین اثنا عشرہ، سیدہ اغلاط اسامی کتب مؤلفین در انتصار لاتعد مستند شاید بنظر اختصار ہر چند کفایت شدہ۔" [1]

۲۔ مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) صاحب "احسن التفاسیر" نے "تلخیص الانظار فیما بنی علیہ الانتصار" کے نام سے "انتصار الحق" کی تردید لکھی۔

۳۔ مولانا شہود الحق عظیم آبادی (م ۱۳۳۵ھ) "البحر الذخار لازہاق صاحب الانتصار" کے نام سے "انتصار الحق" کی تردید لکھی۔

۴۔ مولانا احتشام الدین مرادآبادی (م ۱۳۲۱ھ) نے "انتصار الحق" کی تردید میں "اختیار الحق" تصنیف فرمائی۔

معیار الحق کئی بار شائع ہوئی۔ میرے پیشِ نظر جو ایڈیشن ہے وہ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں مطبع رحمانی دہلی سے شائع ہوا۔ صفحات کی تعداد ۲۸۰ ہے۔ ۱۹۵۰ء میں مولانا محمد حنیف یزدانی (م ۱۹۸۹ء) نے معیار الحق کو شائع کیا۔ اور اس پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ) ایک جامع، علمی و تحقیقی مقدمہ تحریر فرمایا۔

وفات | مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی نے ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر

---

[1]۔ تراجم علماءِ حدیث ہند ج ۱ ص ۱۴۱۔

۱۹۰۲ء بروز دوشنبہ ۹۷ سال کی عمر میں دہلی میں انتقال کیا۔ آپ کے پوتے مولانا عبداللہ (م ۱۳۳۵ھ) نے نماز جنازہ پڑھائی اور شیدی پورہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔[1]

اولاد حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے اکلوتے فرزند مولانا سید شریف حسین نے علوم اسلامیہ کی تعلیم حضرت شیخ الکل سے حاصل کی تھی۔ حدیث کی سند امیر الملک حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) اور علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) سے حاصل کی تھی۔

مولانا سید شریف حسین نے حضرت شیخ الکلؒ کی زندگی میں ۶ر جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۹ر فروری ۱۸۸۵ء انتقال کیا۔

مولانا سید شریف حسین جب تک زندہ رہے، فتاوی نویسی کا کام آپ کے ذمہ تھا۔ آپ فتویٰ لکھتے اور حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور اس پر دستخط فرما دیتے۔[2]

مولانا سید شریف حسین کے صاحبزادہ مولانا عبدالسلام تھے جنہوں نے تفسیر و حدیث کی تعلیم اپنے دادا مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کی۔ بہت عالم و فاضل تھے علم میراث میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے ۵۵ سال کی عمر میں ۴ر محرم ۱۳۳۵ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۱۶ء دہلی میں انتقال کیا۔[3]

❁

---

[1]: تراجم علماء حدیث ہند ج ا ص ۱۵۵۔

[2]: ایضاً ص ۱۶۲ [3]: ایضاً ص ۱۶۷۔

مراجع و مصادر

۱۔ نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر جلد ہشتم (عربی)، طبع کراچی ۱۹۸۹ء
مولانا سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ)

۲۔ اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء والمحدثین (فارسی)، طبع بھوپال
مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی (م ۱۳۰۷ھ)

۳۔ الحیاۃ بعد المماۃ۔ طبع لاہور ۱۹۸۴ء، مولانا فضل حسین مظفر پوری (م ۱۳۳۵ھ)

۴۔ تراجم علماء حدیث ہند جلد اوّل، طبع دہلی ۱۹۳۸ء۔
مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ)

۵۔ تذکرہ علماء خان پور، طبع لاہور ۱۹۸۵ء۔ مولانا پروفیسر قاضی محمد عبداللہ خانپوری

۶۔ تذکرہ شہید، طبع لاہور ۱۹۸۳ء، مولانا محمد خالد سیف

۷۔ حیات شبلی، طبع اعظم گڑھ ۱۹۷۸ء، علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ)

۸۔ مولانا نذیر احمد دہلوی احوال و آثار، طبع لاہور ۱۹۷۱ء، ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی

۹۔ ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات، طبع لاہور ۱۹۷۱ء
مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ)